شعر وادب

علیم ناصری

نعتیہ شہر آشوب☆

محمد رسول اللہ ﷺ کی ذاتِ گرامی محبوبِ خدا ہی نہیں، محبوبِ خلائق بھی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے جب یہ ارشاد فرمایا: ﴿إِنَّ اللهَ وَمَلائِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا﴾ (احزاب:۵۶) تو محبوبِ کائنات پر درود وسلام بھیجنے کی نص قطعی نے محبوب کے ساتھ والہانہ اظہارِ محبت کے جذبات میں ایک عظیم شدت پیدا کردی۔ محبت وعقیدت کے دھارے پھیل کر طوفانوں کی صورت اختیار کرگئے۔

اگرچہ بعثت سے پہلے بھی حضورؐ کی تعریف وتوصیف میں کسی نے بخل سے کام نہیں لیا۔ یگانے اور بیگانے آپ کے مداح تھے مگر درود وسلام کی فرضیت نے اس بادۂ طہور کو دوآتشہ کردیا۔ خطیبوں کی تقریریں، حدی خوانوں کی تانیں، شاعروں کے ترانے اور واعظوں کے ارشادات حمد کے ساتھ نعت النبی ﷺ میں بھی رطب اللسان ہوگئے۔ حضورؐ کی حیاتِ مبارکہ ہی میں حضرت کعبؓ بن زُہیر، حضرت عبداللہؓ بن رواحہ اور حضرت حسانؓ بن ثابت کے علاوہ دیگر صحابہ کرامؓ نے بھی اپنی اپنی قوتِ کلام کے جوہر دکھائے اور نعت کا بیش بہا خزانہ قرنِ اُولیٰ میں

☆ نعتیہ شہر آشوب: اپنے ذاتی مصائب (بیماری، غربت، بے کسی وغیرہ) یا اپنے دور کے مصائب بصورت بیرونی فاتحین کے ہاتھوں اپنے شہر میں قتل وغارت اور عوام کی زندگی کا مصائب میں گرفتار ہونا وغیرہ کو اشعار میں بیان کرنا اور ان مصائب سے نجات کے لئے رسول اللہ ﷺ سے التجا کرنا اور ان سے مدد طلب کرنا نعتیہ شہر آشوب ہے۔

شہر آشوب: ایک ہی شہر کے مصائب بیان کرنا مثلاً سوؔدا کا دِلّی کے اور سعدیؔ کا بغداد کے مصائب بیان کرنا۔

آشوبِ ذات: شاعر کا اپنی ذاتی پریشانیوں، بیماریوں وغیرہ کا بیان اور اس میں مدد کی طلب وغیرہ جیسے بوصیری کا اپنی بیماری پر استمدادی قصیدہ وغیرہ۔

www.KitaboSunnat.com

ہی جمع ہوگیا۔

حضورؐ کی وفات کے بعد جب اسلام کا سورج عرب سے باہر جلوہ فرما ہوا تو اس سے بیشمار ممالک نورِ اسلام سے منور ہوگئے۔قرآن کی تعلیم کے ساتھ حضورؐ کی محبت وعقیدت بھی دلوں کو زندہ کرتی گئی اور ہر زبان کے شاعروں اور ادیبوں نے محبت آمیز خطبے اور دل فریب نعتیہ نغمے ایجاد کئے۔اس طرح نعتِ رسولؐ جو بجو، دریا بہ دریا اور یم بہ یم بساطِ عالم پر چھا گئی۔

عرب شعرا کے تتبع میں دیگر زبانوں خصوصاً فارسی میں نہایت وقیع نعتیہ قصائد اور نعتیں کہی گئیں۔اس سلسلے میں ہمیں عطارؔ، رومیؔ، نظامیؔ، جامیؔ، خسروؔ، فیضیؔ، سعدیؔ، عرفیؔ، قدسیؔ، قاآنیؔ اور دیگر بے شمار شعرا نظر آتے ہیں جن کے نعتیہ کلام میں عشق رسولؐ کے سمندر موجزن ہیں۔انہی سمندروں سے نعتِ حبیبِ کبریاﷺ کے بادل اٹھے اور ہماری اُردو شاعری کو سیراب کرتے چلے گئے۔دکن سے اُردو شاعری کی موجیں شمالی ہند کی جانب بڑھیں تو دیگر اصنافِ سخن کے ساتھ نعت ومنقبت کے دھارے بھی گلستانِ ادبِ اُردو میں لہریں مارنے لگے۔ولی دکنی سے لے کر امیر مینائی تک اردو شعرا کی ایک کھیپ ہمیں نعت سرائی کرتی نظر آتی ہے اور پھر حالیؔ سے ہوتی ہوئی یہ روایت ظفر علی خان تک قوت وتوانائی کا ایک عظیم مینار بن کر ہمارے سامنے آئی ہے۔اقبال کے ہاں نعت آفاقی منازل تک صعود کر جاتی ہے۔اور پھر اس کی روشنی کچھ اس طرح پھیل جاتی ہے کہ قیامِ پاکستان کے بعد نعت گوئی ہر مسلمان شاعر کا جزوِ ایمان بن جاتی ہے۔اس وقت ہم دیکھ رہے ہیں کہ پاکستان کا شاید ہی کوئی شاعر ہوگا جس نے نعت نہ کہی ہوگی اور اپنے علم وعرفان کی پوری صلاحیتوں کو عقیدت اور محبت کے گل ہائے رنگ رنگ کے گلدستے سجانے میں صرف نہ کیا ہوگا۔

’نعت‘ جس کے لغوی معنی ہی تعریف وتوصیف کے ہیں؛ رسول اللہﷺ کے محامد ومحاسن اور حسن و جمال کا بیان ہوتی ہے مگر اس میں اتنا تنوع اور اتنی وسعت ہے کہ شاعر اپنے جذبات وتصورات میں حسین سے حسین تر عالم تخلیق کرتا ہے اور زمین سے عرش وکرسی تک توسنِ فکر کو دوڑاتا ہے پھر بھی نعت کا حق ادا نہیں ہوتا۔کسی نے حضورؐ کے سراپا کے حسن و جمال

میں اپنی جولانی طبع کو صرف کیا تو کسی نے آپ ؐ کی سیرتِ مبارکہ کے تمام پہلوؤں کو اپنے الفاظ میں سمیٹنے کی کوشش کی مگر وہ ذات جس کی تعریف خود خالق کائنات کرے، وہ کسی بشر کے احاطہ علم وقلم میں کیسے مقید ہوسکتی ہے۔ فسبحان اللہ احسن الخالقین

شعرا نے ہادیٔ برحق ﷺ کے اوصاف ومناقب اور سیرت وصورت کے بیان میں حسن کلام اور حسن عقیدت کی جولانیاں دکھائی ہیں۔ آپ کے حسن و جمال کی بوقلمونی، آپ کی سیرتِ مبارکہ کے نقوشِ لازوال، میلاد ومعراج، آپ کی تعلیم، تقویٰ وطہارت، عالمگیری وجہاں آرائی، آپ کی محبت میں سوز وگداز، ہجر ووصال، آپ کے قرب کی خواہشات، آپ کے شہر میں موت کی آرزوئیں اور آپ کے معجزات اور غزوات کی تفصیلات نعت کے عام موضوعات ہیں۔

'آشوبِ ذات'

نعت گوئی کا دامن اسلام کی توسیع کے ساتھ ساتھ پھیلتا گیا اور عرب کے بعد عجمی ممالک میں جب نورِ اسلام جلوہ گر ہوا تو اس موضوع میں کچھ مقامی رنگ کی بھی آمیزش ہوتی گئی۔ خصوصاً فارسی نعت گوئی جو طلوعِ اسلام سے کم وبیش تین صدیاں بعد وجود میں آئی اس میں ایک اور موضوع کا اضافہ ہوا اور وہ تھا آشوبِ ذات یا آشوبِ دہر پر شاعروں کی مرثیہ گوئی۔ اسلامی ممالک میں سیاسی کشمکش، سلطنتوں کی شکست وریخت اور اقتدار کی جنگ وجدل نے جہاں آبادیوں کو تہ وبالا کیا، وہاں لوگوں کے معاشی اور معاشرتی ڈھانچے کو بھی زیر وزبر کیا۔ اس قسم کے آشوب وابتلا میں شاعروں نے بھی اپنے مصائب وآلام کے نوحے کہے اور غم واندوہ کے مرثیے لکھے۔ رنج وغم کی یہ لے نعتیہ قصائد میں بھی در آئی اور بعض شعرا نے اپنے مصائب ومشکلات کی فریاد رسی کے لئے رسول اللہ ﷺ کی ذاتِ گرامی کو پکارنا شروع کیا اور آپ ؐ سے غم واندوہ سے نجات دلانے کی التجائیں کرنے لگے۔

اِفراط وتفریط: یہ مسلمہ امر ہے کہ حمد ونعت کے مابین ایک بیّن فرق ہے۔ 'حمد' معبود کی ثنا ہے اور 'نعت' عبد کی منقبت۔ اس سلسلے میں قرآن وحدیث کی تعلیم مسلمانوں کی رہنمائی کے لئے

www.KitaboSunnat.com

روشنی کا مینار ہے۔ کسی مسلمان کو یہ حق نہیں دیا گیا کہ وہ ان دو ماخذوں سے باہر کی تعلیمات پر اپنے دینی عقائد کی بنیاد رکھے اور کسی دوسری قوم کی تقلید یا تقابل میں قال اللہ وقال الرسول سے تجاوز کرے۔ چونکہ شاعری میں جذبات وتخیلات کی جولانیاں آدمی کو کہیں سے کہیں پہنچا دیتی ہیں، اس لئے اس کی پیش بندی کے طور پر قرآن نے شاعری کی مذمت کی۔ یہ مذمت گو دورِ جاہلی کی شاعری سے مخصوص ہے مگر اس نے مسلمان شاعروں کے لئے ابلاغ کا راستہ متعین کردیا۔

جب یہ ارشاد ہوا: ﴿وَاَنَّهُمْ يَقُوْلُوْنَ مَا لاَ يَفْعَلُوْنَ﴾ تو ساتھ ہی مؤمن شاعروں کو یوں مستثنیٰ کردیا: ﴿إِلاَّ الَّذِيْنَ آمَنُوْا وَعَمِلُوْا الصَّالِحَاتِ وَذَكَرُوْا اللّٰهَ كَثِيْرًا وَانْتَصَرُوْا مِنْ بَعْدِ مَا ظُلِمُوْا﴾ گویا مسلمان شاعروں کو اس بات کی اجازت مل گئی کہ وہ قرآنی تعلیمات کے اندر رہتے ہوئے شاعری کریں اور بے جا غلو سے پرہیز کریں۔ وہ اپنے توسن فکر کو بے لگام نہ ہونے دیں اور قرآنی تعلیمات سے اپنا محاسبہ کرتے رہیں۔ یہی وجہ ہے کہ حمد ونعت میں بھی حفظِ مراتب کا خیال رکھا جاتا ہے اور نعت اپنی مخصوص حدوں سے تجاوز نہیں کرنے پاتی۔ اسی بنا پر عرفی کو یہ کہنا پڑا

عرفی مشتاب ایں رہ نعت است نہ صحرا است
آہستہ کہ رہ بردم تیغ است قلم را
ہشدار کہ نتواں بیک آہنگ سرودن
نعت شہ کونین و مدیح کے وجم را

”اے عرفی! تو اتنی تیزی نہ دکھا۔ یہ نعت کا راستہ ہے، کوئی صحرا نہیں ہے کہ تو آنکھیں بند کرکے دوڑتا چلا جائے گا۔ یہ راستہ تو بہت کٹھن ہے اور اس کی کیفیت تلوار کی دھار پر چلنے کا نام ہے۔ (یعنی مبالغہ کروگے تو رسولؐ کو اللہ تعالیٰ کے برابر درجہ دے دوگے اور اگر اس میں کمی کروگے تو رسولؐ کو اپنے مرتبے سے نعوذ باللہ نیچے لے آؤگے)

تجھے تو ہوشیار رہنا چاہئے اور رسول اللہ ﷺ کی مدح گوئی اور کے وجم (بادشاہوں) کے قصیدے کہنے کو ایک ہی آہنگ وانداز نہیں رکھا جاسکتا۔“

www.KitaboSunnat.com

شہر آشوب

جہاں تک شہر آشوب کا تعلق ہے......''اس میں زمانے کی دستبرد کا گلہ کیا جاتا ہے۔حملہ آور بادشاہوں اور طالع آزماؤں کے ظلم وستم پر نوحہ وفریاد کی جاتی ہے۔عوام الناس کی بدحالی اور شکستگی کا رونا رویا جاتا ہے۔لوٹ مار اور غارت گری کے ہاتھوں مٹ جانے والوں کا مرثیہ کہا جاتا ہے۔عزت و ناموس لٹ جانے پر نالہ وشیون زبان پر آتا ہے۔اور پھر ابتلا کے تدارک اور انتقام کے لئے کسی فریادرس سے التجا کی جاتی ہے۔''

اب ظاہر ہے کہ فریادرس ایسی ہستی ہی ہوسکتی ہے جو اس رنج و بلا کے دور کرنے پر قادر ہو۔اور وہ ہستی مخلوق نہیں، خالق ہی ہوسکتی ہے۔اس لئے اکثر شہر آشوب لکھنے والوں نے اللہ تعالیٰ ہی سے فریاد کی ہے۔اور یہ اللہ تعالیٰ ہی کی ذات ہے جو ذوالقوۃ المتین ہے اور وہ انسان کے مصائب ومشکلات میں اس کی فریاد سنتا اور مدد کرتا ہے۔قرآن پاک میں جگہ جگہ ہمیں یہی تعلیم ملتی ہے کہ ہم اسی کو پکاریں اور اسی سے فریاد کریں:

﴿وَاِذَا سَأَلَكَ عِبَادِیْ عَنِّیْ فَاِنِّیْ قَرِیْبٌ أُجِیْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ إِذَا دَعَانِ فَلْیَسْتَجِیْبُوْا لِیْ وَلْیُؤْمِنُوْا بِیْ لَعَلَّهُمْ یَرْشُدُوْنَ﴾ (البقرۃ:۱۸۶)

''اور (اے رسولؐ!) جب میرے بندے تجھ سے میرے متعلق پوچھیں (تو جواب دے کہ) میں ان کے قریب ہی ہوں۔جب پکارنے والا مجھے پکارے تو میں اس کی دعا قبول کرتا ہوں پس وہ مجھی سے مانگیں اور مجھی پر ایمان لائیں تاکہ وہ رشد وفلاح حاصل کریں۔''

﴿قُلْ مَنْ یُنَجِّیْكُمْ مِنَ ظُلُمَاتِ الْبَرِّ وَالْبَحْرِ تَدْعُوْنَهٗ تَضَرُّعًا وَّخُفْیَةً لَئِنْ اَنْجٰنَا مِنْ هٰذِهٖ لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الشَّاكِرِیْنَ﴾ (الانعام:۶۴)

''اے نبی ان سے کہئے کہ تمہیں خشکی اور تری کی مصیبتوں سے کون بچاتا ہے جب کہ تم اسے عاجزی سے اور خفیہ طور پر پکارتے ہو (اور کہتے ہو) کہ اگر وہ ہمیں اس مصیبت سے بچائے گا تو ہم ضرور شکر گزار ہوجائیں گے۔''

﴿قُلِ اللّٰهُ یُنَجِّیْكُمْ مِنْهَا وَمِنْ كُلِّ كَرْبٍ ثُمَّ اَنْتُمْ تُشْرِكُوْنَ﴾ (الانعام:۶۵)

''کہہ دیجئے کہ اللہ تعالیٰ ہی تمہیں ان سے اور دوسرے تمام مصائب سے نجات دلاتا ہے،

www.KitaboSunnat.com

پھر بھی تم شرک کرتے ہو۔“

دعا کرنے یا مدد کے لئے پکارنے کا حکم قرآن میں بے شمار مقامات پر آیا ہے۔ اور غیر اللہ کو پکارنے پر وعیدیں بھی اسی انداز میں دی گئی ہیں مثلاً:

﴿لَهُ دَعْوَةُ الْحَقِّ وَالَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهِ لا يَسْتَجِيْبُوْنَ لَهُمْ بِشَيْءٍ﴾ (الرعد:١)

”اسی (اللہ) کو پکارنا برحق ہے اور جو لوگ اسے چھوڑ کر اوروں کو پکارتے ہیں، وہ ان کی پکار کا کوئی جواب نہیں دیتے۔“

بلکہ اس سلسلے میں خود رسول اللہ ﷺ کا ارشادِ گرامی ملاحظہ ہو:

”ومن لم يسأل الله يغضب عليه“ (ترمذی: ج۲/ص۱۷۳)

”جو شخص اللہ تعالیٰ سے نہیں مانگتا، اللہ تعالیٰ اس پر سخت ناراض ہوتا ہے۔“

یعنی جو اللہ تعالیٰ کی بجائے دوسروں سے حاجت طلب کرتا ہے، اس کا یہ فعل اللہ تعالیٰ کی خفگی کا باعث بن جاتا ہے۔ اس بنا پر مسلمان کے لئے لازم ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ ہی کو اپنی مشکلات و مصائب میں پکارے اور اسی سے داد طلب کرے۔

نعتیہ رجحانات؛ خیر القرون میں

قرونِ اولیٰ میں ہمیں کوئی نعت ومنقبت یا قصیدہ اس نہج پر دکھائی نہیں دیتا جس میں آنحضور ﷺ کی وفات کے بعد ان کو کسی نے پکارا ہو اور اپنی مشکلات کے حل کے لئے استدعا کی ہو۔ بلکہ رسول اللہ ﷺ کی وفات پر اکابرین اُمت کے وہ نوحے ہمیں ملتے ہیں جن کو پڑھ کر کلیجہ منہ کو آتا ہے۔

حضرت فاطمہ الزہراؓ

صُبَّت علی مصائب لو أنها　　　صبت على الايام عُدْن لياليا

”حضور کی جدائی میں وہ مصیبتیں مجھ پر ٹوٹی ہیں کہ اگر یہ دنوں پر ٹوٹتیں تو وہ راتوں میں تبدیل ہوجاتے۔“

اغبر آفاق السماء وكورت　　　شمس النهار و اظلم الازمان

”آسمان کی پہنائیاں غبار آلود ہوگئیں اور دن کا سورج لپیٹ دیا گیا اور زمانہ تاریک ہوگیا“

www.KitaboSunnat.com

والارض من بعد النبی کئیبة　　أسفا علیه کثیرة الاحزان

''اور زمین نبی کریمؐ کے بعد مبتلائے درد ہے اور ان کے غم میں سراپا ڈوبی ہوئی ہے۔''

حضرت ابوبکر صدیقؓ

یا عــین فابکی ولا تشـأ لی　　وحـق البـکاء عـلی سیـد

''اے آنکھ خوب رو۔ اب یہ آنسو نہ رکیں، قسم ہے سرورِ عالم پر رونے کے حق کی''

علی خیر خندف عند البـلا　　ء امسیٰ یغیب فی الملـحد

''خندف کے بہترین فرزند پر آنسو بہا جو غم والم کے ہجوم میں سرشام گوشۂ قبر میں چھپا دیا گیا۔''

فصلی الملیك ولی العبـا　　د رب العبـاد علی أحمـد

''مالک الملک بادشاہ عالم بندوں کا والی، اور پروردگار احمد مجتبیٰ پر سلام و رحمت بھیجے''

فکیف الحیاة لفقد الحبیب　　وزین المعاشر فی المشهـد

''اب کیسی زندگی جو حبیب ہی بچھڑ گیا، اور وہ نہ رہا جو زینت دہ عالم تھا''

فلیت الممـات لنـا کلینـا　　فکنا جمیعـا مع المُهْتَـدِی

''کاش موت آتی تو ہم سب کو ایک ساتھ آتی آخر ہم سب اس زندگی میں بھی ساتھ ہی تھے''

حضرت علی المرتضیٰؓ

امن بعد تکـفین النبی ودفنـهٖ　　باثـوابه اسی عـلی هالك ثویٰ

''نبیؐ کو کپڑوں میں کفن دینے کے بعد میں اس مرنے والے کے غم میں برابر غمگین ہوں جو خاک میں جا بسا''

رزانا رسول الله فینا فلن نریٰ　　بذك عدیلا ما حیینـا من الرویٰ

''رسول اللہؐ کی موت کی مصیبت ہم پر نازل ہوئی اور اب جب تک ہم خود جی رہے ہیں، ان جیسا ہرگز نہ دیکھیں گے۔''

لقد غشیتـنا ظلمة بعـد موتهٖ　　نهارا فقد زادت علی ظلمة الدجیٰ

''انکی موت کے بعد ہم پر ایسی تاریکی چھا گئی، جس میں دن کالی رات سے زیادہ تاریک ہوگیا''

ان کے علاوہ بھی بعض دوسرے صحابہ کرامؓ کے لکھے ہوئے مرثیے ہیں اور یہ مرثیے اس امر کی شہادت دیتے ہیں کہ صحابہ کرام رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد آپؐ کو اس طرح زندہ

تصور نہیں کرتے تھے کہ آپؐ سے کچھ طلب کر سکیں اور آپؐ ان کی کوئی مدد کر سکیں۔ اگر یہ صورت ہوتی تو ان مرثیوں کی ضرورت نہ تھی۔

رسول اللہ ﷺ کی وفات پر حضرت عمرؓ کا جوش وخروش ایک تاریخی حقیقت ہے اور اس پر حضرت صدیقؓ اکبر کا خطبہ، حضرت عمرؓ کی اس لغزش کی اصلاح اور امت کے لئے عقیدے کی درستی کا بہترین ذریعہ تھا۔ آپ کو بھی حضور ﷺ کی وفات کا صدمہ اسی طرح تھا جیسے دیگر صحابہ کرام اور محبان و متعلقینِ رسولؐ کو تھا مگر اس صورتِ حال کو سنبھالنے کے لئے اور توحید پرست مسلمانوں کو صراطِ مستقیم پر رکھنے کے لئے آپ نے خطاب فرماتے ہوئے کہا:

”أيها الناس من كان يعبد محمدا فإن محمدا قد مات ومن يعبد الله فان الله حي لايموت“

”اے لوگو! تم میں سے جو شخص محمدؐ کی پرستش کرتا تھا، وہ جان لے کہ محمد ﷺ فوت ہوگئے اور جو اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتا تھا تو یقیناً اللہ تعالیٰ زندہ ہے جو کبھی نہیں مرتا۔“

اور اس کے بعد قرآن پاک کی وہ مشہور آیت تلاوت فرمائی: ﴿وَمَا مُحَمَّدٌ إِلاَّ رَسُوْلٌ......الایة﴾ (آل عمران:۱۴۴) جسے سن کر نہ صرف حضرت عمرؓ بلکہ دوسرے لوگوں کے بھی شکوک وشبہات زائل ہوگئے۔

عربی میں بھی اگرچہ 'شہر آشوب' لکھے گئے ہوں گے مگر 'نعتیہ شہر آشوب' کا کوئی ایسا نمونہ ہمیں کئی ہجری صدیوں میں نہیں ملتا جس میں آنحضور ﷺ سے اس طرح استمداد کیا گیا ہو۔ آنحضور ﷺ کی وفات کے فوراً بعد مانعینِ زکوٰۃ اور مرتدین کا فتنہ اٹھتا ہے۔ قتل وغارت کا سلسلہ اس میں بھی چلتا ہے مگر کہیں سے کوئی شاعر آنحضور ﷺ سے اس فتنے کے سدِ باب کے لئے مدد مانگتا نظر نہیں آتا۔ اس کے بعد 'فتنہ' کی صورت میں جنگِ جمل اور جنگِ صفین برپا ہوتی ہیں اور بے شمار صحابہ کرامؓ ان کی نذر ہوجاتے ہیں۔ مزید آگے چل کر فتنہ وفساد کے سلسلوں میں کربلا کا سانحہ اور پھر بنواُمیہ کے ابتدائی دور کا طویل عرصہ شکست وریخت کا منظر پیش کرتا ہے۔ مگر نعت میں ان سانحات کی صدائے بازگشت اس رنگ میں سنائی نہیں دیتی کہ آنحضور ﷺ کے سامنے فریاد کی گئی ہو۔

www.KitaboSunnat.com

اس سلسلے میں یہ امر قابل ذکر ہے کہ جنگِ جمل وصفین کے وقت حضرت کعبؓ بن زُہیر (م۴۲ھ) اور حضرت حسانؓ بن ثابت (م۶۸ھ) جیسے عظیم نعت گو شاعر موجود تھے۔ بلکہ حضرت حسانؓ تو واقعہ کربلا تک بھی ذی حیات تھے۔ مگر ان کے کلام میں اور خصوصاً نعتیہ قصائد میں آشوبِ ذات یا آشوبِ ملت کا ذکر دکھائی نہیں دیتا اور وہ بھی اس رنگ میں کہ رسول اللہ ﷺ سے استمداد کیا گیا ہو۔ اس دور کا ایک بلند پایہ شاعر فرزدق سانحۂ کربلا کے ایام میں حضرت حسینؓ سے کربلا کے راستے میں ملتا ہے اور اہل کوفہ کی مخالفانہ روش کی اطلاع دیتا ہے۔ مگر اس کے باوجود یہ واقعہ گزر جانے کے بعد اس کی طرف سے کوئی 'نعتیہ شہر آشوب' یادگار نہیں ہے۔ البتہ اہل بیت کی منقبتیں اس سے ضرور منقول ہیں۔

فارسی میں شہر آشوب

فارسی میں سب سے پہلا شہر آشوب شیخ مصلح الدین سعدیؒ (م۶۹۱ھ) کا مرثیہ المستعصم ہے۔ مولانا شبلی لکھتے ہیں:

> ''اس وقت تک مرثیہ کا عام انداز یہ تھا کہ اشخاص کا مرثیہ لکھتے تھے۔ قومی یا ملکی مرثیہ کا مطلق رواج نہ تھا۔ شیخ پہلا شخص ہے جس نے قوم اور ملک کا مرثیہ لکھا۔ عباسیوں کی سلطنت گو اب برائے نام رہ گئی تھی پھر بھی پانچ سو برس کی اسلامی یادگار تھی اور بغداد تمام اسلامی دنیا کا مرکز تھا، اس لئے اس کا مٹنا قوم کا مٹنا تھا۔ اس بنا پر شیخ نے خلیفہ اور بغداد اور سلطنت کا مرثیہ لکھا۔'' (شعرالعجم: جلد۲/ص۶۹)

سقوطِ بغداد ساتویں صدی ہجری کا بلا شبہ ایک عظیم سانحہ تھا جس نے اسلامی سلطنت کا تارو پود بکھیر دیا۔ اگرچہ اس وقت عالم اسلام ایک عرصے سے آشوب و ابتلا کا شکار تھا۔ سلطنتوں کی باہمی آویزش اور اقتدار کی طالع آزمائیوں نے صلیبی جنگوں کو ہوا دی تھی اور ہر طرف جدال وقتال کا منظر تھا۔ ادھر ایشیا کے شمال مشرق سے تاتاریوں کا طوفان ایک سیل بے پناہ کی طرح بڑھتا چلا آتا تھا۔ بخارا وسمرقند جیسے اسلامی مرکز اس کے سامنے تنکوں کی طرح بہ گئے۔ سلجوقی اور خوارزمی سلطنتیں دیکھتے ہی دیکھتے سرنگوں ہوگئیں۔ ترکستان اور ایران تاتاریوں

www.KitaboSunnat.com

کے تسلط میں چلے گئے اور اب بغداد میں عباسیوں کا آخری چراغ ٹمٹا رہا تھا جس کی حیثیت اس وقت تاتاری آندھیوں کے سامنے چراغِ رہگذر کی سی تھی۔ آخر ہلاکو نے بغداد پر یلغار کی تو اس زوال آمادہ سلطنت کا بوسیدہ محل زلزلے کے پہلے جھٹکے ہی میں زمین بوس ہوگیا۔ قتل وخون کا وہ بازار گرم ہوا کہ دجلہ کا پانی کئی دنوں تک سرخ بہتا رہا۔ شہر و دیہات زیروزبر ہوگئے، کتب خانے، دارالعلوم اور مساجد ویران ہوگئیں اور پورے عالم اسلام کا سکون غارت ہوگیا۔ اس پر سعدیؒ جیسا حساس شاعر اس طرح لب کشا ہوتا ہے ؎

آسماں راہ حق بود گر خوں ببارد بر زمیں — برزوال ملک مُسْتَعْصِم امیر المومنین
اے محمدؐ گر قیامت می برآری سرز خاک — سربروں آرو قیامت درمیان خلق بین
نازنینان حرم را موج خون بے دریغ — زآستاں بگزشت و مارا خون دل از آستیں
دیدہ بردار اے کہ دیدی شوکت بیت الحرام — قیصران روم سر بر خاک و خاقاں برزمیں
خونِ فرزندانِ عم مصطفیٰ شد ریختہ — ہم برآنجائے کہ سلطاناں نہادندے جبیں
دجلہ خونناب است زیں پس گرنہد سر برنشست — خاک نخلستان بطحا راکند باخوں عجیں
باش تا فردا بہ بینی روز داد و رستخیز — کز لحد با زخم خوں آلودہ برخیزد دفیں

اس مرثیے یا شہر آشوب میں شاعر رسول اللہ ﷺ سے مخاطب ہوکر گزارش کرتا ہے کہ آپ اپنی قبر سے باہر تشریف لائیں☆ اور دیکھیں کہ دنیا کے سر پر کیا قیامت گزر گئی ہے۔ نازنینانِ حرم خون میں نہا گئی ہیں۔ آپ نے بیت الحرام کی شان وشوکت دیکھی تھی جہاں قیصر و خاقان بھی زمین پر بیٹھا کرتے تھے مگر آج وہ جگہ جہاں سلطانوں کے سر جھکا کرتے تھے وہاں مصطفیٰ ﷺ کے عم زادوں کا خون بہا دیا گیا ہے۔

اس شہر آشوب کے تقریباً اٹھائیس شعر ہیں جن میں شاعر نے اس تباہی و ہلاکت پر خون کے آنسو بہائے ہیں۔ البتہ آنحضور ﷺ سے صرف تخاطب کا انداز اختیار کیا گیا ہے کہیں

☆ اشعار میں اکثر نبی کریم سے مسلمانوں کی حالتِ زار پر استمداد کیا گیا ہے، جیسا کہ مقالہ نگار نے اشارہ بھی کیا ہے اور اس استمداد کے جائز نہ ہونے کے بارے میں اپنا موقف بھی انہوں نے ذکر کیا ہے۔ جن اشعار میں بالخصوص ایسے غلط عقائد موجود ہیں، ان کے نیچے یا پہلو میں ایک لائن لگا دی گئی ہے تا کہ قارئین متوجہ رہیں۔

www.KitaboSunnat.com

استمداد نہیں کیا گیا اور احتیاط کا دامن تھامے رکھا ہے۔ مگر شیخ کے بعد کے ادوار میں بعض شعرائے عجم کے ہاں رسول اللہ ﷺ سے تخاطب اور ان سے امداد طلب کرنے کی روایت عام ہوگئی۔ مولانا جامیؒ (م۸۹۸ھ) کی نعتوں میں اس قسم کی چیزیں اکثر ملتی ہیں جو قرآن وحدیث کی بنیادی تعلیم سے ہٹی ہوئی ہیں۔ یہاں عام نعت پر بحث نہیں بلکہ محض شہر آشوب کی حدود کے اندر رہتے ہوئے اپنا نقطہ نگاہ پیش کرنا مقصود ہے۔ اس لئے ان کے ایک شہر آشوب کے چند اشعار پیش کئے جاتے ہیں جن میں وہ آنحضور ﷺ سے ابتلا و مصائب کے پیش نظر استمداد کرتے ہیں، یہ شہر آشوب دراصل آشوبِ ملتِ اسلامیہ ہے۔ علماء و صوفیا کی بدعملی اور بدعت طرازی پر مولانا دل گرفتہ ہیں اور حضور ﷺ سے اس طرح فریاد کرتے ہیں ؎

اے بہ سرا پردہ یثرب بہ خواب خیز کہ شد مشرق و مغرب خراب
رفتہ ز دستیم برون کن زبرد دستی و بنمائے یکے دستبرد
توبہ دہ از سرکشی ایام را باز خراز ناخوشی اسلام را
افسر ملک از سردوناں بکش دامن دولت ز زبوناں بکش
خامۂ مفتی کہ چو انگشت آز شدز پے لقمہ ربائی دراز
واعظ پر گو کہ بہ پستیست بند پایہ خود کردہ زمنبر بلند
صومعہ را قاعدہ تازہ کن رخت خرابات بہ دروازہ کن
بدعتیاں را رہ سنت نمائے عزلتیاں را رہ عزلت نمائے
خرقہ تزویر بصد پارہ کن جان مزور زتن آوارہ کن
شعلہ فگن خرمن ابلیس را مہرہ شکن سبحہ تلبیس را
ظلمت بدعت ہمہ عالم گرفت بلکہ جہاں جامہ ماتم گرفت
کاش فتد ز اوج عروجت رجوع باز کند نور جمالت طلوع
دیدہ عالم بہ تو روشن شود گل خن ہستی بتو گلشن شود

(مثنوی تحفۃ الاحرار: ص۳۴، ۳۵، مطبوعہ ۱۳۲۶ھ)

مولانا جامی کے علاوہ فارسی لغت میں شہر آشوب کا بیان کم ہی دیکھنے میں آیا ہے۔ البتہ آشوبِ ذات اکثر نعتوں میں ملتا ہے اور اکثر شعراء حضورﷺ سے اس طرح التماس کرتے نظر آتے ہیں کہ ہمیں روضۂ مبارک کی زیارت کا شرف عطا فرمائیے اور ہمیں اپنے شہر جاں افروز کی خاک آنکھوں سے چومنے کا موقع مرحمت فرمائیے۔ ہم آپ سے دور فراق کی آگ میں جل رہے ہیں۔ غم ہجراں سے زندگی دو بھر ہوگئی ہے، اس سے نجات دلائیے۔ اس قسم کے آشوبِ ذات میں قصائد اور نعتیں اکثر لکھی گئی ہیں جن میں حضورﷺ سے براہِ راست استمداد کیا گیا ہے۔ اور یہ روش آگے چل کر نعت ومنقبت میں عام ہوتی گئی۔ (جاری ہے)

محدث صرف ایک مجلّہ نہیں بلکہ ایک علمی تحریک ہے، اس کے دست و بازو بنئے!!
حلقہ احباب میں محدث کو متعارف کرائیں نمونہ کا پرچہ مفت منگوائیں
محدث کی ایجنسی حاصل کریں......جس میں ۳۳ فیصد کمیشن دی جاتی ہے
محدث میں اشتہار دیکر باذوق لوگوں تک اپنا تعارف پہنچائیے
طالبعلموں کے لئے محدث کا زر سالانہ ۲۰۰ روپے کی بجائے صرف ۱۰۰ روپے ہے

جنابِ علیمؔ ناصری صاحبِ طرز ادیب اور کہنہ مشق شاعر ہیں۔ آپ کے کئی شعری مجموعے شائع ہو کر اہل ذوق سے داد و تحسین وصول کر چکے ہیں۔ طَلَعَ الْبَدْرُ عَلَیْنَا نامی نعتیہ مجموعہ تو صدارتی ایوارڈ یافتہ ہے۔ 'شاہنامہ بالا کوٹ' اور 'بدر نامہ' میں واقعات کو اشعار میں پیش کرنے کے علاوہ ان دنوں 'جنگِ اُحد' پر آپ یہی کام کر رہے ہیں. 'نعتیہ شہر آشوب' نامی مضمون کے علاوہ آپ کی درج ذیل نظمیں بھی ہدیۂ قارئین ہیں۔ ان دنوں آپ ضعف اور پیرانہ سالی کی وجہ سے صاحبِ فراش ہیں۔ قارئین سے ان کی صحتِ کاملہ و عاجلہ کیلئے دعا کی خصوصی درخواست ہے. (ح م)

عبدہٗ

از علیمؔ ناصری [۲۲؍مئی ۲۰۰۱ء]

مجھ سے بیاں ہو کس طرح عظمت و شانِ عبدہٗ
صاحب عبد آپ ہے مرتبہ دانِ عبدہٗ

عابد ربِ ذوالجلال عبد شکورِ کبریا
نقش عبودیت تمام نطق و بیان عبدہٗ

کس کو خبر، کسے ہے علم، کون ہے جو سمجھ سکے؟
صاحب عبد سے ہے کیا قرب و قران عبدہٗ

فتح پہ دیدنی رہیں سیل کرم کی وسعتیں
جاں کے عدوّ بھی پا گئے حفظ و امانِ عبدہٗ

زیر و زبر ہوئیں تمام قیصر و جم کی سطوتیں
فارس و شام پر اڑا ایسے نشانِ عبدہٗ

ہے ابوجہل آج بھی بے خبر مقامِ عبد
بولہبی سے ہے ورا حرف و زبانِ عبدہٗ

سامنے فوجِ کفر کے کافی ہے ذاتِ حق اُسے
کاٹ دے بڑھ کے صف پہ صف تیغ فسانِ عبدہٗ

کافۂ ناس دہر میں، شافع ناس حشر میں
یہ بھی جہانِ عبدہٗ، وہ بھی جہانِ عبدہٗ

مدحت شاہکار بھی مدحت کار ساز ہے
میں ہوں علیمؔ اسی لئے زمزمہ خوانِ عبدہٗ

مستی عشق مصطفیٰؐ قریہ بہ قریہ کو بہ کو
بادۂ فیض جام جام کیف عطا سبو سبو

قلب بہ قلب شوقِ دید ذوق حضور جاں بجاں
سینہ بہ سینہ اضطراب نور و سرور رُو بہ رو

عاصی و بے کس و غریب انکے کرم سے سرفراز
زاہد و اصفیا تمام ان کی نظر سے سرخرو

ثور و حرا کی ظلمتیں ان کی جبیں سے مستنیر
بدر و اُحد کے ریگزار اُن کے قدم سے مشک بو

درگہ پاکِ مجتبیٰؐ مرجع اہل عرش و فرش
ہے اسی نام کے طفیل اہل حرم کی آبرو

کوثر و سلسبیل میں آبِ حیات موج موج
میں بھی ہوں سائل کرم ہاتھ میں نعت کا کدو

حرف و نوا کو نعت نے لعل و گہر بنا دیا
کرتا رہا میں عمر بھر لعل و گہر کی جستجو

www.KitaboSunnat.com